اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لئے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبالؒ)

جلد نمبر 7 | اکتوبر، نومبر، دسمبر 2013ء | شمارہ 4

حیات النبی ﷺ احادیث مبارکہ

آمین بالجہر کہنے کے دلائل
........کا علمی جائزہ

آثار صحابہ اور غیر مقلدین

گریہ زاری

اناڑی محقق
زبیر علی زئی

اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ترجمانِ فکر امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 7
اکتوبر، نومبر، دسمبر 2013ء
شمارہ 4
بیاد
مناظر اسلام، وکیل احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی
مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا مفتی محمد مجاھد
مولانا مفتی امداد اللہ انور
مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ
مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
مولانا محمد اسماعیل محمدی
بیرون ممالک
امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35ڈالر......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25ڈالر......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20ڈالر......سالانہ
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہر گز نہ بھیجیں
قیمت فی شمارہ
-/25 روپے
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487,0346-7357394

فہرست

فتنوں کے اس دور میں

اداریہ

جدیدیت کا دور دورہ ہے، سائنسی اور مادی ترقی کی محیر العقول ایجادات آئے روز بڑھ رہی ہیں، دنیا گلوبلائزیشن کا روپ دھار چکی ہے۔ انسان مصروف سے مصروف تر بنتا چلا جارہا ہے، اس کا اٹھنے والا ہر قدم زندگی کی محدود سلطنت سے نکل کر موت کی منزل کی طرف مسلسل بڑھ رہا ہے۔

اس کو وہ وقت یاد ہی نہیں ہے کہ جب اس کے خالق اور مالک نے اس کو وجود بخشا، گِل و آب کو انسانی سانچے میں ڈھالا، عقل و خرد کو اس کے خمیر میں گوندا، نفع و نقصان کی پہچان دی، کامیابی اور ناکامی کے رستوں کی نشاندہی بھی کر دی، وھدینٰہ النجدین۔

معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا۔ اس کی فطرت میں ذہول و نسیان کا عنصر بھی تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری کیا تا کہ ”عہد الست“ ذہن نشین رہے۔ یہاں تک کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت آمد ہوئی۔ قصرِ نبوت کی تکمیل سے اتمامِ نعمت کا عظیم احسان بھی ہوا۔

اسلام آیا......... ہدایت کے چراغ جگمگانے لگے، کفر و شرک کے اندھیرے چھٹنے لگے، معاشرتی بد تہذیبی کافور ہونے لگی، ادیانِ عالم میں اسلام کی ہمہ جہتی اور عالمگیریت کا سِکّہ چلنے لگا۔

خالقِ دو جہاں کی طرف سے محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دستور عطا کیا گیا کہ جس میں امیر غریب، کالے گورے، عربی عجمی، شہری دیہاتی، نسب

نسل، قوم قبیلہ، برادری و خاندان کی کمتری و برتری کا تصور مٹ گیا۔ امن و سکون، عدل و انصاف، چین و راحت، فرحت و سرور صرف عرب میں ہی نہیں بلکہ کائنات کے چپے چپے میں عام و تام ہو گیا۔ یعنی اسلام نے عرب کی حدود سے تجاوز کر کر کے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، پھیلا اور پھیلتا ہی چلا گیا۔

چونکہ اسلام ایک جامع مذہب کی حیثیت سے اپنا تعارف کراتا ہے، اس لیے دنیا بھر کے انسانوں کی قبل از پیدائش تا بعد از وفات ساری رہنمائی کی ذمہ داری لیتا ہے۔ جو لوگ اس کو محض عبادات کے خود ساختہ خول میں قید کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام کے مسلّمات، بنیادی نظریات اور اساسی عقائد میں زمانے کے بدلنے سے کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔

توحید کل بھی لازمی تھی، رسالت پر ایمان کل بھی ضروری تھا، ختمِ رسالت پر ایقان کل بھی فرض تھا، آخرت پر اعتقاد کل بھی ابدی نجات کا ایک ذریعہ تھا اور یہ ساری باتیں آج بھی ہیں اور ہمیشہ ہی رہیں گی۔

ایک طرف اسلام ہے تو دوسری طرف کفر بھی موجود ہے۔ یہودیت، عیسائیت، مورتیوں اور بتوں کے سامنے جبین نیاز جھکانے والے، قبروں اور آستانوں پر ناک رگڑنے والے، آگ اور ستاروں کی پرستش کرنے والے، درختوں اور پتھروں کو معبود ماننے والے، سورج و چاند کو اللہ سمجھنے والے اور دیگر اہل باطل اپنی اپنی کاوشوں میں مگن ہیں۔

ہمارے زمانے میں اہل اسلام کو راہ راست سے ہٹانے اور ورغلانے کے لیے کئی طرح کے حربے استعمال کیے جارہے ہیں، ٹی وی کی بڑی اسکرین سے لے کر موبائل کی چھوٹی اسکرین تک، کتاب کی تحریر سے لے کر منبر و محراب کی تقریر

تک؛ ہر طرف سے دشمنِ دین چومکھی لڑائی لڑ رہا ہے، ذہنی غلامی سے لے کر جسمانی تشدد تک، اہل اسلام کو ہر طرح کے شکنجوں میں کسا جا رہا ہے۔

اسی میں دشمنانِ دین کی پیداوار مخلوق بھی نمودار ہو رہی ہے، نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، ہر روز کوئی "اسکالر" اور "پروفیسر" اٹھ کر احکامِ اسلام اور عقائد اہل السنت کو تختۂ مشق بنائے ہوئے ہیں۔ مسلم قوم کو کفار کے کچوکے پہلے ہی زخمی کر چکے ہیں، پھر اہل الحاد وبدعت کے ہاتھوں ان پر نمک پاشی کا ستم۔ الٰہی! اس قوم کا کیا ہو گا!!!

لیکن اے مسلمان! تجھے تیرے خالق ومالک نے فطرتِ سلیم اور عقلِ مستقیم عطا فرمائی، ایمان کی عظیم نعمت سے نوازا۔ تجھے قرآن دیا، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دیا، اپنے برگزیدہ بندوں کا کردار دیا۔ اس لیے تجھے اپنے اسلاف اور اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے باطل کو چاروں شانے چت کرنا ہو گا۔

میدان، کارزار بنے ہوئے ہیں، رزم گاہیں گرم ہیں، مختلف تقاضوں کے پیشِ نظر کئی ایک محاذ سجے ہوئے ہیں، ہر اِک دامن پھیلا پھیلا کر اپنی طرف بلا رہا ہے، سب سے پہلا میدان عقیدے کا ہے۔ اس کے لیے دینی مدارس میں وہ تعلیم دی جا رہی ہے جو مکہ مکرمہ میں کوہ صفا، غارِ حراء پر، مدینہ منورہ کی سرزمین پر اور طائف وحجاز کے تپتے صحراؤں سے لے کر بیت المقدس تک اور وہاں سے عرش معلیٰ تک نبی علیہ السلام کو ملی۔ وحی الٰہی اور احادیثِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ رہنما اصول پڑھائے اور سکھلائے جا رہے ہیں جس کی معاشرے کو اشد ضرورت ہے۔

دنیا بھر میں علماء کرام وحی کی روشنی بانٹ رہے ہیں، علومِ نبوت کی ضوفشانی سے کرۂ ارضی کو منور کر رہے ہیں، اصلاحِ معاشرہ میں سب سے اہم کردار ادا کر رہے

ہیں، بھولی بھٹکی انسانیت کو وہی درس دے رہے ہیں جس سے خود انسان میں اور جس معاشرے میں وہ سانس لے رہا ہے دونوں میں سکون نصیب ہو گا۔

علماء کی مجالس میں شرکت کرنے والے اس سے بخوبی آگاہ ہوں گے کہ ان کی زبان پر خدائے لم یزل کا وہ فرمان جاری رہتا ہے: واعتصموا بحبل اللہ جمعیاً ولا تفرقوا۔ اور ہادی عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

انما اخاف علی امتی ائمۃً مضلین

اسی طرح حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں: لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خذلھم حتی یاتی امر اللہ۔

سنن ترمذی ج2ص494

آج دیکھا جائے تو ہم اُسی دور میں ہی ہیں۔ ہر طرف فتنوں کی یلغار ہے، وہی لوگ دین دشمنی کر رہے ہیں جن کو لسانِ نبوت نے ائمۃ مضلین یعنی گمراہ گروں کے سردار قرار دیا ہے۔ ان سے بچاؤ کی صورت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی۔

جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا گروہ نجات پائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما انا علیہ واصحابی

میرے سنت پر صحابی سے پوچھ کر عمل کرے۔ جس کا صحیح اور سچا مصداق اہل السنت والجماعت ہیں۔ یہی گروہ ہی قیامت کے دن کامیاب ہو گا۔

پھر ہمیں اس بات کا بھی ضرور خیال کرنا چاہیے کہ اللہ کریم نے ہمیں علماء

کرام کے طبقے میں منتخب فرمایا اور علماء کرام انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں اس لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں بھی اضافی ہوا کرتی ہیں۔

جو راہزن؛ راہبروں کے روپ میں عوام کے ایمان و عمل برباد کر رہے ہیں ہم ایسے لوگوں کی نشاندہی کر کے عقائد و نظریات اور مسائل کا تحفظ کر رہے ہیں، ان کے بارے میں ہمارے ہاں مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں علماء کرام کے لیے ایک سال کے کورس کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں درج ذیل علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں:

تجوید و قرأت، اصولِ تفسیر، تفسیر، اصولِ حدیث، حدیث، اصولِ فقہ، فقہ، اصولِ مناظرہ، مناظرہ، تقابلِ ادیان، حفظِ احادیث، اجراء صرف و نحو، تحریر و تقریر، مقالہ نگاری، فلکیات، کمپیوٹر وغیرہ۔

اس کے ساتھ ساتھ تربیتی مزاج کو ملحوظ رکھتے ہوئے خانقاہی ماحول بھی میسر کیا جاتا ہے تاکہ تصوف و سلوک، تزکیہ و احسان، طریقت و معرفت کے اس ماحول میں ان کی اصلاحِ نفس ممکن ہو۔ یہ اس لیے کہ کل کو یہی سربراہانِ قوم امت کی قیادت و سیادت کریں گے تو صحیح عقیدہ اور صحیح مسائل بتائیں گے۔ اس کے لیے پوری "سنی" قوم سے التماس ہے کہ ہم سب کے لیے دعا فرمائیں اللہ کریم دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے اور پھر اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں بھی قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور غیر مقلدین

مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

استاذ: تخصص فی التحقیق والدعوۃ

اس تحقیقی مضمون میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ صحیح و ثابت آثار پیشِ خدمت ہیں جن کی آلِ حدیث (غیر مقلدین) مخالفت کرتے ہیں۔

1: فقہ کی عظمت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: سردار بننے سے پہلے فقہ حاصل کرو۔

((صحیح البخاری: ج1 ص17 باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ))

ایک مرتبہ فرمایا: ”جو فقہ (کا علم) حاصل کرنا چاہے تو وہ حضرت معاذ بن جبل کی طرف رجوع کرے۔“

((مصنف ابن ابی شیبہ: ج17 ص484 باب ما قالوا فیمن یبدا بہ فی الاعطیۃ، اسنادہ صحیح))

جبکہ غیر مقلدین نے فقہ سے حد درجہ بغض و عناد کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا: ”فقہ حدیث کا پھل نہیں بلکہ بے غیرتی، بے حیائی اور بے دینی جیسے پھلوں کا جوس ہے۔“

((تفہیم سنت از محمد اکرم نسیم جبہ: ص461))

2: تقلید شخصی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے میراث کا کوئی مسئلہ پوچھا گیا...... تو انہوں نے فرمایا: ”جب تک تم میں یہ متبحر عالم (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔“

((صحیح البخاری: ج2 ص997 باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ))

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ لوگوں کو تقلید

شخصی پر آمادہ کرتے تھے۔ جبکہ غیر مقلدین کے ہاں تقلید شخصی ”سراسر حرام اور ناجائز“ ہے۔[معاذ اللہ] ((سیاحۃ الجنان از عبد القادر غیر مقلد: ص5 وغیرہ))

3: نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”نماز میں سنت یہ ہے کہ اپنے (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھا جائے۔“

((الاحادیث المختارہ للمقدسی ج2 ص387 رقم الحدیث 771 اسنادہ حسن))

فائدہ: اور احناف کا بھی اسی سنت پر عمل ہے۔

اس سنت کا مذاق اڑاتے ہوئے غیر مقلد نے لکھا: ”حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ آلہ تناسل پر ہاتھ باندھتے ہیں۔“ ((قول حق، محمد حنیف غیر مقلد: ص21))

سنت عمل پر ایسا تبصرہ۔ معاذ اللہ۔ یقیناً غیر مقلدین ہی کا کام ہے۔

4: ترک قرأۃ خلف الامام:

حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأت کرنے سے روکتے تھے۔

((مصنف عبد الرزاق ج2 ص90، 91 رقم 2813 باب القراءۃ خلف الامام، وھذا مرسل صحیح))

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جس نے امام کے پیچھے قرأت کی تو اس نے خلاف فطرت کام کیا۔“

((مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص412 رقم 6 باب من کرہ القرأۃ خلف الامام واسنادہ صحیح))

جبکہ غیر مقلدین کے ہاں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے، اگر کسی نے نہ پڑھی تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

((خیر الکلام، گوندلوی ص33، مجموعہ مقالات پر سلفی جائزہ، رئیس ندوی غیر مقلد ص388))

5: ترک رفع یدین:

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

((کتاب المعجم، امام اسماعیلی؛ ج2 ص692 اسنادہ حسن))

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے، پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

((مسند زید بن علی ص100 اسنادہ صحیح))

اس کے برخلاف غیر مقلدین کا موقف یہ ہے:

"بوقت رکوع رفیع الیدین والا فرض بھی انجام نہ دینے کے سبب......... نماز باطل وکالعدم ہوتی ہے۔" [معاذ اللہ]

((مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ از رئیس ندوی غیر مقلد ص246))

6: نماز میں آہستہ آمین کہنا:

صحابی رسول حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما "آمین" بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔ ((سنن الطحاوی ج2 ص150 باب قرأۃ بسم اللہ فی الصلاۃ واسنادہ حسن))

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی "آمین" بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

((المعجم الکبیر ج4 ص566، 567 رقم 9201 اسنادہ حسن))

جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک "آمین" بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔

((رسول اکرم کا صحیح طریقہ نماز، رئیس ندوی: ص281، صلاۃ المصطفی، محمد علی جانباز ص169))

7: رکعاتِ تراویح:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح) پڑھاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرآت اچھی طرح نہیں کرسکتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے تو اچھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے“ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

((مسند أحمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری ج2 ص424 اسنادہ صحیح))

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی 20 رکعات ثابت ہیں۔

((السنن الکبری للبیھقی ج2 ص496، اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم))

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بیس رکعات ثابت ہیں۔

((السنن الکبری للبیھقی ج2 ص496 اسنادہ حسن))

لیکن غیر مقلدین کے ہاں بیس رکعت تراویح ”بدعت“ ہیں۔ ایک غیر مقلد ابو الاقبال سلفی نے حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم سے ثابت اس مبارک فعل کے خلاف دل کا غبار یوں نکالا کہ ”بیس رکعت تراویح بدعت ہے“ کا عنوان دیتے ہوئے لکھا:

”بیس رکعت تراویح پڑھنا سنتِ رسول نہیں بلکہ بدعت ہے“ [معاذ اللہ]

((............دین اسلام سے اختلاف: ص69))

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعات پر عامل تھے -معاذ اللہ- (جیسا کہ غیر مقلدین کا موقف واضح ہو رہا ہے) تو بتایا جائے کہ سنت پر عامل اور کون ہو گا؟!!

8:جمعہ کی اذان ثانی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کی دوسری اذان دینے کا حکم فرمایا تھا، جو مقام زوراء پر دی جاتی تھی۔

(صحیح البخاری: ج1 ص125 باب التاذین عند الخطبۃ)

جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ اذان بدعت ہے [معاذ اللہ]، چنانچہ محمد ادریس سلفی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے: والاذان الاول بدعۃ۔

(ضمیمہ جدیدہ فتاویٰ ستاریہ: ج2 ص13)

عبد الستار رحمانی غیر مقلد نے تو کیا غضب ڈھایا کہ "عجیب و غریب بدعات" کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس میں بدعات کے نام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جاری اس اذانِ جمعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے بدعات میں شمار کیا ہے۔

((عجیب غریب بدعات ص29 عبد الستار رحمانی))

9:وجوب وتر:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہیں۔

((مسند ابی داؤد الطیالسی: ج1 ص314 رقم الحدیث 594 ورواتہ کلھم ثقات))

جبکہ غیر مقلدین کے ہاں وتر واجب نہیں بلکہ سنت اور تطوع ہیں۔

((رسول اکرم کا صحیح طریقہ نماز از رئیس ندوی غیر مقلد: ص571))

10:مسئلہ تین طلاق

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہوا کہ تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں، اور یہ اجماع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں منعقد ہوا۔

((سنن الطحاوی ج2 ص34 باب الرجل یطلق امر أتہ ثلاثاً معا))

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے خلاف غیر مقلدین بہت سیخ پا ہوئے، ان کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک گستاخ غیر مقلد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کو احکام شرعیہ اور نصوص کے خلاف کہتے ہوئے یوں لکھا: "احکامِ شرعیہ و نصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کو پوری امت نے اجتماعی طور پر غلط قرار دے کر نصوص واحکام شرعیہ پر عمل کیا ہے، پھر زیر بحث مسئلہ طلاق میں بھی ہم یہی چاہتے ہیں کہ نصوص و احکام شرعیہ کے خلاف حضرت عمر کی سوچی ہوئی مصلحت کی بنا پر جاری شدہ حکم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے۔[معاذ اللہ]

((تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق از محمد رئیس ندوی ص 487))

بلکہ اس سے بڑھ کر مزید لکھا: [حضرت عمر نے] باعتراف خویش قرآنی حکم میں ترمیم کر دی۔" [معاذ اللہ] ((تنویر الآفاق: ص 487))

ایک غیر مقلد نے تو حد ہی کر دی اور یوں لکھا: "ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں، ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے۔"

((فتاویٰ ثنائیہ: ج2 ص252))

11: فجر کی سنتیں:

حضرت عبد اللہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (مسجد میں) تشریف لائے جبکہ امام نماز پڑھا رہا تھا۔ تو آپ نے ستون کی اوٹ میں دو رکعتیں پڑھیں، آپ نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔"

((المعجم الکبیر: رقم الحدیث 9385 ورجالہ موثقون))

جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اس وقت سنتیں پڑھنا "خلافِ سنت" ہے۔

((مسنون نماز از عبد الرؤف سندھو غیر مقلد: ص137))

12: ڈاڑھی ایک مشت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے: "وكان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه۔"

((صحیح البخاری: ج2ص875 باب تقلیم الاظفار))

کہ آپ جب حج یا عمرہ کرتے تو ڈاڑھی کا جو حصہ مٹھی سے زیادہ ہوتا، اسے کاٹ دیتے۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے محمد اسماعیل سلفی نے لکھا: "صحابہ عموماً اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خصوصاً اتباع سنت میں مشہور ہیں لیکن ان کا یہ فعل سنت صحیحہ کے خلاف ہے۔ [معاذ اللہ] ((فتاویٰ سلفیہ: ص107))

اور "فتاویٰ اصحاب حدیث" میں بھی اس عمل کو "سنت صحیح کے خلاف" قرار دیا گیا ہے۔ ((ص485))

اگر غیر مقلدین کی نظر میں اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی سنت صحیحہ کے خلاف ہے تو بتایا جائے کہ پھر "متبع سنت" اور کون ہو گا؟!

13: ایام قربانی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قربانی کے تین دن ہیں۔"

((احکام القرآن للطحاوی: ج2ص205 اسنادہ حسن))

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں۔

((موطا امام مالک: حدیث نمبر 1071 سندہ صحیح))

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں۔

((احکام القرآن للطحاوی: ج2ص205 اسنادہ حسن))

ان سب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف غیر مقلدین قربانی کے چار

دنوں کے قائل ہیں۔ ((آپ کے مسائل کا حل از مبشر ربانی:ص104))

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور:ج40، شمارہ47، 28نومبر تا 11دسمبر 2009))

14: قرآن کو چھونا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت ہے: أَنَّهُ كَانَ لاَ يَمَسُّ الْمُصْحَفَ إِلاَّ وَهُوَ طَاهِرٌ.

((ابن ابی شیبہ :ج2ص361 باب في الرجل على غير وضوء والحائض يمسان المصحف))

کہ آپ رضی اللہ عنہ پاک ہونے کی حالت ہی میں قرآن مجید کو چھوتے تھے۔

جبکہ غیر مقلدین کے ہاں بغیر طہارت کے قرآن کو چھونا جائز ہے۔

((نزل الابرار وحید الزمان غیر مقلد ص26، احسن البیان صلاح الدین یوسف ص832 مفہوماً))

عورتوں کے عید گاہ جانے کی ممانعت:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی عورتوں کو نماز عیدین کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

((مصنف ابن ابی شیبۃ:ج4ص234، باب من کرہ خروج النساء .... رقم 5845، اسنادہ صحیح))

جبکہ غیر مقلدین کے ہاں مسئلہ یوں ہے: ”عید گاہ میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے، اگرچہ وہ حیض یا نفاس کے دن گزار رہی ہوں“

((صحیح نماز نبوی از عبد الرحمن عزیز:ص409))

قارئین! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مبارک عمل ذہن میں رکھیے اور غیر مقلدین کی ذہنیت بھی ملاحظہ کیجیے: ”بعض لوگوں نے...... عورتوں کے لیے عید گاہ میں جانے پر پابندی لگا رکھی ہے...... یہ سراسر زیادتی...... ہے“

((صحیح نماز نبوی از عبد الرحمن عزیز:ص410))

اناڑی "محقق" ....زبیر علی زئی

......مولانا مقصود احمد سکھیرا
استاد: تخصص فی التحقیق والدعوۃ

مسلک غیر مقلدین کے نام نہاد محقق جنہوں نے میدان تحقیق میں چند حضرات کی غلط تحقیق کو نئے سرے سے ترتیب دے کر الشیخ، المحقق وغیرہ کے القاب حاصل کیے ہیں وہ منا زبیر علی زئی ہے۔ اس میدان میں قدم رکھنے کے لیے جس قدر علم کی ضرورت ہوتی ہے جناب علی زئی کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں۔ اور فن جرح وتعدیل کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں۔ کسی کی ذکر کردہ توثیقات و جروحات وغیرہ کو پھر سے ترازو میں تولنا اور اس میں بھی غلط بیانی سے کام لینا جناب کے اناڑی پن کا مظاہر ہے اس لیے ہم یہ بات کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ فرقہ غیر مقلدین میں زبیر علی زئی ایک "اناڑی محقق" ہیں۔ جس کی تحقیق کو ان کے ہم مسلک اندھا دھند قبول کرتے ہیں اور سینکڑوں احادیث کو غلط تحقیق کی بناء پر ضعیف کہہ ڈالتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام میں احادیث کی عظمت گر جاتی ہے وہ ضعیف کا لفظ دیکھتے ہی اس حدیث کو ٹھکرا دیتے ہیں اگرچہ حدیث کو ضعیف کہنے کی تحقیق منے زبیر نے غلط کی ہو۔ جی ہاں! ذیل میں چند نمونے بطور مثال منے زبیر کی تحقیقی جہالت اور علمی خیانت آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

1: جناب نے اپنی کتاب "انوار الصحیفہ فی الاحادیث الضعیفہ" کے ص 42 پر "جعفر بن میمون" کے بارے میں لکھا: "ضعفه الجمهور" اس کو جمہور نے "ضعیف" قرار دیا ہے جس بناء پر یہ پوری حدیث ضعیف ہے۔ یہ ہے منے زبیر کی تحقیق۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ اس کے پاس ”جمہور“ کہنے کا کون سا پیمانہ ہے؟ صرف ایک دو کی جرح جمہور کے کھاتے پڑ جاتی ہے یا جمہور کی اصطلاح کے مصداق کچھ اور ہے؟(ہاں ویسے منے زبیر کا مسلک تو تین کو ایک کہنے کا ہے یعنی طلاق کے مسئلہ میں یعنی کثیر کو قلیل بنانے کا، یہاں پتا نہیں کہ یہ ذہن کیوں بدل گیا ہے) یا پھر منے زبیر کو اپنے مسلک کی تعصب والی ایسی عینک لگی ہوئی ہے جس کی ایک جانب سے جرح تو نظر آتی ہے جبکہ دوسری جانب تعدیل نظر نہیں آتی۔

مذکورہ راوی امام جعفر بن میمون جو ”سنن ابی داؤد“ کا راوی ہے اس کے بارے میں ہم ائمہ جرح وتعدیل کے توثیقی کلمات نقل کرتے ہیں:

1: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان کو ”صدوق“ کہا ہے۔

((تقریب التہذیب ص 180))

2: امام ابو حاتم الرازی نے ”صالح“ کہا ہے۔

3: امام دار قطنی باوجود متشدد ہونے کے ان کے بارے میں ”یعتبر بہ“ فرمایا کہ یہ حدیث میں معتبر ہے۔

4: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ”اخشی ان یکون ضعیفاً“ میں ان کے ضعیف کہنے سے خدا سے ڈرتا ہوں۔ یعنی توثیق بیان کرتے ہیں۔

5: امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ھو من ثقات البصریین۔“

6: علامہ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کو ”ثقات“ میں ذکر کیا ہے۔

7: علامہ ابن شاہین رحمہ اللہ نے بھی ان کو ”ثقات“ میں ذکر فرمایا ہے

((تہذیب التہذیب لابن حجر ج1 ص580، تہذیب الکمال لمزی ج2 ص292))

اب منا زبیر جمہور کی جرح اور ساتھ جمہور کی تعریف بھی پیش کرے!

جو راوی مختلف فیہ ہو اس کا اصولی حکم بھی بیان کرے کہ وہ ضعیف ہوتا ہے یا حسن ؟اس کے بعد اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ میں نے ان پر کلام کرتے ہوئے غلط بیانی سے تو نہیں کی !!!

لیکن منے نے اپنے مشن کو جاری رکھتے ہوئے اپنی اسی کتاب کے ص 43 پر ایک حدیث کے ''ضعف'' کو بیان کرتے ہوئے وفاء بن شریح ''مجہول الحال'' ہے جس کی بنا پر پوری حدیث ''ضعیف'' ہے۔

اب ہم منے زبیر کی ''علمی حماقت'' کا جائزہ لیتے ہیں۔ وفاء بن شریح یہ سنن ابی داؤد کے راوی ہیں اور مشہور تابعی ہیں۔ جناب زئی صاحب نے ان پر جو جرح کی ہے وہ بغیر بیان سبب کے نقل کی ہے، اگر ان کی مراد اس سے مجہول الحال بمعنیٰ مستور ہے تو ہم اس کا حکم بیان کرتے ہیں۔

ہمارے احناف کے ہاں اس کی روایت کو قبول کیا جائے گا۔

((اصول الآمدی ج2 ص110، قرۃ العین لعبد الغنی البحرانی ص8))

کہ قول مختار کے مطابق اس کی روایت کو قبول کیا جائے گا۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے علامہ ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:واذا لم یکن فی الراوی المجہول الحال جرح ولا تعدیل وکان کل من شیخہ والراوی عنہ ثقۃ ولم یات بحدیث منکر فھو ثقۃ عندہ ۔(ای ابن حبان)

((فتح المغیث ص14))

یعنی جب ایک راوی مجہول الحال کے بارے میں نہ کوئی جرح ہو اور نہ ہی تعدیل اور اس کے مشائخ وشاگرد ثقہ ہوں وہ خود حدیث منکر بھی بیان نہ کرے تو ایسا راوی علامہ ابن حبان رحمہ اللہ کے ہاں ثقہ ہوتا ہے۔

ہم جب امام وفاء بن شریح کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ان کے بارے میں ہمیں کوئی جرح نظر نہیں آتی بلکہ علامہ ابن حبان کی توثیق موجود ہے اور علامہ ابن حجر نے ان کو "مقبول" کہا ہے۔ ((تقریب التہذیب ص611))

نجانے کیوں مسلک غیر مقلدین کا مناز بیر علی زئی اس اصول اور ان کی توثیق سے نظریں چراتا ہے؟ اور اپنی جہالت کا اظہار کرتا ہے؟؟

مزید علامہ مزی رحمہ اللہ نے امام وفاء بن شریح کی سنن ابی دائود والی روایت کووقع لنا بعلو منه کہہ کر عظمت و ثقاہت کو بیان کیا ہے۔

((تہذیب الکمال للمزی ج10 ص526))

امام نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے ان الاصح قبول روایته کہ صحیح بات یہی ہے کہ مجہول الحال کی روایت لائقِ قبول ہے۔

((فتح المغیث للعراقی ص169))

اب ان محدثین کی بات کو مانیں یا منے زبیر کی جہالت کو؟؟

نوٹ: جب مجہول الحال سے دو راوی روایت کریں تو اس سے بھی جہالت ختم ہو جاتی ہے۔ ((فتح المغیث للعراقی ص166 وغیرہ))

اور امام وفاء بن شریح سے ان کے دو مشہور شاگردوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان میں سے ایک "بکر بن سوادہ" نے حدیث نقل کی ہے۔

((صحیح ابن حبان ج3 ص36 باب قراۃ القرآن))

اور اس حدیث کو عالم اسلام کے مشہور محقق الشیخ "شعیب الارنوؤط" نے صحیح قرار دیا ہے اور امام وفاء بن شریح کے دوسرے شاگرد "زیاد بن نعیم" نے بھی حدیث نقل کی ہے۔ ((مسند البزار ج3 ص299 رقم2315))

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین نے اپنی کتابوں میں امام وفاء بن شریح کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے جس سے ان کے اوپر جہالت والا الزام ختم ہو جاتا ہے اور ان کی حدیث صحیح قرار پاتی ہے۔

چنانچہ منازبیر ہم پر غصہ کیے بغیر اپنے آئیڈیل اور محقق ناصر الدین البانی سے آنکھیں چار کرے کہ انہوں نے بھی حدیث سنن ابی داؤد کو صحیح، حسن قرار دیا ہے۔ ((صحیح ابی داؤد، البانی ج3 ص419، صحیح وضعیف سنن ابی داؤد، البانی ج2 ص 331))

افسوس! منازبیر اپنی طفلانہ حرکتوں سے باز نہیں آتا البانی صاحب کی چوری کر کے پھر کہیں ان کی مانتا بھی نہیں۔ اس ضدی کو کیسے سمجھائیں جس بصیرت کے ساتھ ساتھ بصارت بھی چلی گئی ہو۔ ہم منے زبیر کے دماغی تحقیق کا آپریشن کرنے کے بعد ان کی آنکھوں سے بھی جہالت کے پردے اتارتے ہیں۔

منازبیر باوجود عینک کے تحقیق انیق تو کیا واضح عبارت بھی بے چارا نہیں پڑھ سکتا چنانچہ منے زبیر نے انوار الصحیفہ کے ص 295 پر ایک راوی کا نام بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ الضحاك بن حمزة ضعیف ہے۔

حالانکہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ان جیسوں کو سمجھانے کے لیے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے الضحاك بن حمرة بالراء المهملة کہ حُمرۃ راء مہملہ کے ساتھ ہے۔ زاء کے ساتھ نہیں۔ ((تہذیب التہذیب لابن حجر ج3 ص262))

اور علامہ مزی رحمہ اللہ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے حُمَّرَہ بضم الحاء المهمله وبالراء المهملة لکھا ہے۔ ((تہذیب الکمال للمزی ج5 ص5 بیروت))

کہ منے زبیر جیسے نادان را کو بگاڑنے والے؛ ح کو بھی غلط نہ لکھ دیں۔ افسوس ہے کہ جناب کو یہ تصحیح نظر نہیں آئی تو چلیں "جمیل العطار" نے تو الکاشف لذھبی پر

اعراب کا اہتمام بھی کر دیا ہے۔اس کی ج 2 ص 34 پر یہی نام اعراب کے ساتھ موجود ہے اسے دیکھ کر ہی صحیح پڑھ لیتے، لیکن منے نے اپنے اسلاف سے نمک حرامی نہیں کی بلکہ ان امانت مورشہ "خیانت، حماقت، جہالت وغیرہ" پر ثابت قدمی دکھائی کیا ہی اچھا ہوتا کہ جناب اپنے اناڑی پن سے توبہ کر کے عوام کو صحیح راہ دکھلاتے۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیثِ مبارکہ

✍ ...... مفتی عبدالواحد قریشی

قارئین کرام! آپ کو یاد ہو گا کہ راقم نے قافلہ حق کی ج6 کے شمارہ نمبر 2 عرض کیا تھا کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ امت مسلمہ میں اجماعی رہا ہے احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ جو اہل السنت والجماعت ہیں ان میں سے کوئی بھی اس عقیدے کا منکر نہیں اور یہ عقیدہ ان کو قرآن وحدیث و اجماع سے ملا ہے۔ پہلے مضمون میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات قرآنیہ کے عنوان سے چند آیات پیش کی تھیں۔ اور اب عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں چند احادیث مبارکہ پیش کرنے جارہاہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

حیات النبی پر حدیث پاک سے پہلی دلیل:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَيْتُ وَفِيْ رِوَايَةِ هَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔ ((صحیح مسلم باب کتاب الفضائل باب فضائل موسیٰ ج2ص268))

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرخ ٹیلے کے قریب اُن کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

دوسری حدیث:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔ ((مسند ابی یعلیٰ ج6ص147 حدیث نمبر 3425 بیروت))

ترجمہ: صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔"

چند محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارک صحیح بتلایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	فتح الباری شرح البخاری ج6 ص352
حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج2 ص212
حضرت علامہ ہیثمی رحمہ اللہ	مجمع الزوائد ج8 ص211
حضرت علامہ مناوی رحمہ اللہ	فیض القدیر ج3 ص184

تیسری حدیث:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَیَّ مِنْ بَعِیْدٍ اُعْلِمْتُهُ۔

(جلاء الافہام لابن القیم، ص19)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا اُس کو میں خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے بتلایا جاتا ہے۔

چند محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارک صحیح بتلایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	فتح الباری شرح البخاری ج6 ص356
علامہ شمس الدین السخاوی رحمہ اللہ	القول البدیع ص116
حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج2 ص10
علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ	فتح الملہم شرح مسلم ج1 ص330

چوتھی حدیث:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ سَمِعتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ لَیَنْزِلَنَّ عِیْسَی ابنُ مَرْیَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَاُجِیْبَنَّہٗ۔

(مسند ابی یعلیٰ ج11 ص462، مجمع الزوائد ج8 ص211)

نبی علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔ انصاف کریں گے وغیرہ وغیرہ اور آخر حدیث میں فرمایا ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰی قَبْرِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ لَاُجِیْبَنَّہٗ۔

پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی سلام کریں گے) تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

چند محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارک صحیح بتلایا ہے۔

حضرت علامہ ہیثمی رحمہ اللہ	مجمع الزوائد ج8 ص211
علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ	الجامع الصغیر ج2 ص140
حضرت امام حاکم رحمہ اللہ	المستدرک ج2 ص595
امام حسین بن سلیم رحمہ اللہ	حاشیہ مسند ابی یعلیٰ ص1149

پانچویں حدیث:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔

(سنن ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارت القبور ج1 ص279، مسند احمد ج2 ص527)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جیسے ہی کوئی شخص مجھ پر سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح (توجہ)

لوٹا دیتے ہیں کہ میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

چند محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث مبارک صحیح بتلایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	فتح الباری پ 3 ص 279
علامہ زرقانی رحمہ اللہ	زرقانی شرح المواہب ج 8 ص 308
امام نووی رحمہ اللہ	کتاب الاذکار ص 106
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ	تفسیر ابن کثیر ج 3 ص 514

چھٹی حدیث:

عَن اَوۡسِ بۡنِ اَوۡسٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنۡ اَفۡضَلِ اَیَّامِکُمۡ یَوۡمَ الۡجُمُعَۃِ فِیۡہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیۡہِ قُبِضَ وَفِیۡہِ النَّفۡخَۃُ وَفِیۡہِ الصَّعۡقَۃُ فَاَکۡثِرُوۡا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیۡہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمۡ مَعۡرُوۡضَۃٌ عَلَیَّ قَالَ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَ کَیۡفَ تُعۡرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیۡكَ وَقَدۡ اَرَمۡتَ قَالَ یَقُوۡلُوۡنَ بَلَیۡتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الۡاَرۡضِ اَجۡسَادَ الۡاَنۡبِیَاءِ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ ج 1 ص 150۔ مسند دارمی ص 195۔ سنن نسائی ج 1 ص 154۔ مستدرک ج 1 ص 278، ج 4 ص 560 موارد الظمآن ص 146۔ سنن ابن ماجہ ص 177۔ سنن الکبریٰ ج 3 ص 249 مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 516)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن قیامت کا پہلا صور اور پھر اسی دن آخری صور پھونکا جائے گا۔ تو تم میرے اوپر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ کے فوت ہونے کے بعد ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو مٹی ہو چکے ہوں

گے۔ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پابندی لگادی ہے کہ وہ نبی کے جسم کو کھاسکے۔(یعنی زمین ان کو نہیں کھاسکتی)

تنبیہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر پیش ہوتا ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ زندہ ہیں تبھی تو درود شریف پیش ہوتا ہے۔

چند علمائے کرام جنہوں نے اس حدیث پاک کو صحیح فرمایاہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ	عمدۃ القاری ج6 ص69
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	فتح الباری پ26 ص58
علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ	الصارم المنکی ص174
امام نووی رحمہ اللہ	کتاب الاذکار ص106

ساتویں حدیث:

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیہ وسلم اَكْثِرُوْا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم ص118)

ترجمہ: حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن میرے اوپر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے تم میں جو آدمی بھی درود شریف پڑھے گا جیسے ہی پڑھنے سے فارغ ہوگا تو اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔(حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے

پوچھا کیا موت کے بعد بھی درود پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں موت کے بعد بھی درود پہنچے گا۔ کیونکہ اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسم کو کھائے اسی لئے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور کھاتا پیتا ہے۔

چند علماء کرام کے نام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	تہذیب التہذیب ج3 ص398
علامہ زرقانی رحمہ اللہ	شرح المواھب ج5 ص336
ملا علی قاری رحمہ اللہ	مرقاۃ ج2 ص112
علامہ سمہودی رحمہ اللہ	خلاصۃ الوفاء ص48

آٹھویں حدیث:

عَن عَبۡدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلاۤئِكَةً سَيَّاحِيۡنَ فِي الۡاَرۡضِ يُبَلِّغُوۡنِيۡ مِنۡ اُمَّتِي السَّلاَمَ۔

(سنن نسائی باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج1 ص189 مسند احمد ج1 ص44 مصنف ابی شیبہ ج2 ص517، مسند دارمی ص372، موارد الظمآن ص594، مشکوٰۃ شریف ج 1 ص86، البدایہ والنہایہ ج1 ص54۔ الجامع الصغیر ج1 ص93، خصائص الکبریٰ ج2 ص280)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے، جن علماء نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔

1) امام حاکم رحمہ اللہ (مستدرک ج2 ص421)

2) امام سخاوی رحمہ اللہ (القول البدیع ص115)

3) امام ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد ج9ص24)

4) امام سمہودی رحمہ اللہ (وفاء الوفاء ج9ص404)

نویں حدیث:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلنَّاسُ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ۔ ((صحیح بخاری ج1ص481))

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو بے ہوشی طاری ہو جائے گی اور سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا۔

تنبیہ: بے ہوش ہونا عدمِ حیات کو مستلزم نہیں ہے۔

دسویں حدیث:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید بھی ہیں لہٰذا جو حیات؛ شہداء کی منصوص ہے وہ نصِ قرآنی سے بھی آپ کے لیے ثابت اور متحقق ہے۔ 7ھ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیت میں خیبر فتح کر لیا تو یہود خیبر اس پر بہت ہی زیادہ برافروختہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کیا چنانچہ "سلام" نامی یہودی کی بیوی زینب بنت الحارث نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بمع چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دعوت تیار کی اور بکری کے گوشت میں زہر ہلاہل ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا چاہا، چنانچہ آپ کے ساتھیوں نے بھی وہ کھانا ایک ایک دو، دو لقمے کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک لقمہ منہ مبارک میں ڈالا اور اس کا لعاب حلق مبارک سے نیچے پیٹ میں چلا گیا، گوشت کی بوٹی نے بول

کر کہا حضرت مت کھائیے! کیوں کہ میں زہر آلودہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فوراً منع کیا مگر ایک صحابی حضرت بشر رضی اللہ عنہ بن براء اس سے شہید ہو گئے اور آپ کو اس زہر سے کافی تکلیف ہوئی۔

1) وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَاعَائِشَةُ مَاأَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَفَهٰذَاأَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهُرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج2 ص637)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ مرضِ وفات کے ایام میں فرماتے تھے کہ جو زہریلا کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا اس کھانے کی تکلیف میں محسوس کر رہا ہوں پس یہ وقت میری کمر کی رگ کٹنے کا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اس زہر کا اثر تھا اور عالم اسباب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا سبب وہ زہر ہے اس لیے شہید بھی ہوئے۔

2) عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ لِأَنْ أَحْلِفَ تِسْعًاأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُتِلَ قَتْلاً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللهَ اتَّخَذَهُ نَبِيًّا وَاتَّخَذَهُ شَهِيْدًا (مستدرک ج3 ص58 قال الحاکمؒ صحیح علی شرطہما، مسند احمد ج1 ص381)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ کہ میں نو دفعہ قسم اٹھاؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوئے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک دفعہ یہ قسم اُٹھاؤں کہ آپ قتل نہیں کیے گئے اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی۔

تنبیہ: اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت کا رتبہ بھی عنایت فرمایا ہے۔ علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی

المالکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ 1122ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”اخرجه احمد وابویعلیٰ والطبرانی والحاکم والبیهقی عن ابن مسعود۔۔اھ“ اس روایت کو امام احمد، ابویعلی، طبرانی، حاکم، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ((زرقانی شرح مواہب ج5 ص332))

اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا بلند مقام بھی مرحمت فرمایا ہے۔

قافلہ حق کے آئندہ شمارے میں ان شاء اللہ ”حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ امت“ کے چند حوالہ جات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کروں گا۔

آمین بالجہر کہنے کے دلائل کا علمی جائزہ

✍......مولانا محمد ارشد سجاد حفظہ اللہ

استاد: تخصص فی التحقیق والدعوۃ

متکلم اسلام حضرت الاستاذ نے نماز میں آمین آہستہ کہنے پر مستند دلائل جمع کیے ہیں اور اس مسئلہ کو روزِ روشن کی طرح واضح فرمایا کہ دلائل کے اعتبار سے احناف کا مؤقف نہایت مستند اور مضبوط ہے چونکہ استاد محترم کے جمع کردہ دلائل جہاں احناف کے موقف کو ثابت کرتے ہیں وہیں پر فرقہ ضالہ غیر مقلدین کے عمل پر سوالیہ نشان بھی ہیں۔ اس لیے جناب زئی صاحب نے ان کے جواب دینے کی ٹھانی۔

زئی صاحب کے جواب کی حقیقت کیا ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں مندرجہ ذیل سطور میں۔ پہلے ان کے دلائل کو ذکر کریں گے بعد میں ان کا علمی محاسبہ کریں گے۔

دلیل نمبر 1: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہ صلّٰی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجھر آمین۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "آمین بالجہر" کہی۔

(سنن ابی داؤد رقم 933)

دلیل نمبر 2: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی سند کے ساتھ روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین پڑھتے ہوئے سنا اور آپ نے آمین کہا ومد بھا صوتہ اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کی۔ ((سنن ترمذی 248))

☆ جواباً عرض کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل تعلیم کے لیے تھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی عادت یہ نہ تھی کیونکہ ان دونوں روایتوں کے راوی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ہمیں تعلیم دینے کے لیے تھا۔

امام دولابی رحمہ اللہ اسی بات کو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اپنی معروف کتاب "الکنیٰ والاسماء" میں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین فرغ من الصلوٰۃ حتی رایت خدہ من ھذا الجانب ومن ھذا الجانب وقرء غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقال آمین یمد بھا صوتہ ما اراہ الا یعلمنا۔ ((الکنیٰ والاسماء ج1 ص442 رقم 1558))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین پڑھا اور آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا۔ صحابی رسول حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ہمیں تعلیم دینے کے لیے تھا۔

دلیل نمبر 3: ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مالك یوم الدین پڑھتے ہوئے سنا پھر آپ ولا الضآلین تک پہنچ گئے اور فرمایا آمین۔ ((معجم ابی یعلیٰ ص313))

☆ جواباً گزارش ہے کہ زئی صاحب کا اس حدیث سے "آمین بالجہر" پر استدلال کرنا جہاں ان کی کم فہمی کا عکاس ہے، وہیں تحقیقی طور پر بھی درست نہیں کیونکہ اس حدیث میں صرف آمین کا ذکر ہے نہ کہ اس کو بلند آواز سے کہنے کا۔

نیز یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اس قسم کے الفاظ سے "جہر" ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اگر یہی بات ہے تو پھر ثناء، تعوذ، تسمیہ، تسبیحاتِ رکوع و سجود، تحمید

اور تشہد میں بھی جہر ہونا چاہیے کیونکہ راویان حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ثناء، تعوذ، تسمیہ اور تسبیحات وغیرہ پڑھا کرتے تھے حالانکہ یہ چیزیں آپ کے ہاں بھی آہستہ پڑھی جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ محض کسی چیز کے کہنے اور پڑھنے سے "جہر" ثابت نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر4: صحیح بخاری میں ہے کہ وقال عطاء آمین دعاءامن ابن الزبیر و من ورائه حتی ان للمسجد للجة اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا آمین دعا ہے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں نے جو ان کے پیچھے تھے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔ ((مع فتح الباری ج2ص208، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث2640))

☆ اس حوالے سے میں چند باتوں کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں: پہلی بات تو یہ کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ زئی صاحب! اگر محدثین اور فقہا کے اصولوں کو نہیں مانتے تو نہ مانیں لیکن کم از کم اپنے بیان کردہ اصولوں کی پاسداری تو آپ کو کرنی چاہیے۔ زئی صاحب! آپ اپنی کتاب قیام رمضان میں ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ "بے سند بات مردود ہوتی ہے۔" ((قیامِ رمضان ص90))

یہاں بھی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی سند بیان نہیں کی بلکہ اس کو ترجمۃ الباب میں لائے ہیں۔ زئی صاحب! آپ کے اصول کے مطابق چونکہ سند بیان نہیں کی گئی اس لیے یہ باب قابل حجت نہیں ٹھہرتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کو اس نقطۂ نظر سے بھی اگر دیکھا جائے تو بھی جناب زئی صاحب کی بات بہت کمزور ہے کیونکہ یہ روایت عن ابی جریج عن عطاء کے طریق سے مصنف عبدالرزاق میں (2642) موجود ہے۔ اس کی سند کا پہلا راوی عبدالرزاق ہے، امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " طبقات المدلسین" میں اس کو

طبقہ ثالثہ کا "مدلس" کہا ہے۔ ((طبقات المدلسین لابن حجر ص69))

اسی طرح جناب زئی صاحب آپ نے بھی اپنی کتاب "الفتح المبین" کے ص 45 میں اور بدیع الدین راشدی آف پیر جھنڈا نے "جزر منظوم" کے ص 89 میں بلکہ الحدیث شمارہ نمبر 32 کے ص 13 پر عبدالرزاق کو طبقہ ثالثہ کا "مدلس" مانا گیا ہے۔

خود جناب زئی صاحب طبقہ ثالثہ کے مدلس کے بارے میں اپنی کتاب توضیح الاحکام میں رقم طراز ہیں: "غیر صحیحین میں معنعن روایت عدم متابعت وعدم تصریح سماع کی صورت میں ضعیف اور مردود ہوتی ہے۔" ((توضیح الاحکام ص 317))

جناب زئی صاحب سے گزارش ہے دلیل ذکر کرتے وقت اپنے اصولوں کو تو ذہن میں رکھ لیا کریں ورنہ اہل علم کی مجلس میں خفت اٹھانی پڑے گی اور جگ ہنسائی ہو گی۔ بہر حال جناب زئی صاحب کے اپنے اصول کی روشنی میں ان کی ذکر کردہ حدیث ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں۔

اس سند میں دوسرا راوی عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی (المشہور ابن جریج ہے) یہ بھی طبقہ ثالثہ کا "مدلس" ہے۔ طبقات المدلسین لابن حجر ص 95 پر اور خود زئی صاحب کی اپنی تالیف "الفتح المبین" کے ص 55 پر یہ بات موجود ہے۔

جبکہ ایک مقام پر زئی صاحب تصریح کرتے ہیں کہ " ابن جریج مشہور مدلس ہے۔" آگے لکھتے ہیں کہ ابن جریج کی یہ روایت عن سے ہے اور عام طالب علموں کو بھی پتہ ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

((الحدیث شمارہ نمبر 32 ص 15))

مذکورہ روایت غیر مقلدین کو فائدہ نہیں دیتی کیونکہ صحیح بخاری کے اس اثر میں (امن) ماضی کا صیغہ ہے اصول کے مطابق اس سے دوام ثابت نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر 5: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماحسدتکم الیھود علی شیئی ماحسدتکم علی السلام والتامین یہودیوں نے تمہارے ساتھ کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا سلام اور آمین پر حسد کیا۔ ((سنن ابن ماجہ ص856 صحیح ابن خزیمہ ص574))

☆ اس بارے میں میری تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ''سہیل بن ابی صالح'' ہے جس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تغیر حفظہ بآخرہ۔ ((تقریب ص 293))

اور دوسرا راوی ''حماد بن سلمہ'' ہے اس کا بھی آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تغیر حفظہ بآخرہ۔ ((تقریب214))

تنبیہ: سہیل بن ابی صالح کا شاگرد حماد بن سلمہ اور حماد بن سلمہ کا شاگرد عبدالصمد قدیم السماع نہیں ہیں۔ اور محدثین کے اس اصول سے زئی صاحب بھی جرأتِ انکار نہیں کریں گے کہ ''جس راوی کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو جائے اور اس کا شاگرد قدیم السماع نہ ہو تو وہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔''

((تہذیب الاسماء واللغات ج1 ص242))

پھر لطیفہ یہ ہے کہ اسی فرقہ ضالہ غیر مقلدین ...... جس کی ترویج اور اشاعت کے لیے زئی صاحب سر؛ گرم ہیں...... کے مولوی نور حسین گرجاکھی نے ایک حدیث نقل کی ہے ماحسدنا الیھود بشئی ماحسدنا بثلاث التسلیم والتامین و اللھم ربنا لك الحمد۔ ((اثبات آمین بالجہر بحوالہ اظہار التحسین ص166))

وہ غیر مقلد ہی کیا جو ''خائن'' نہ ہو، اپنی عادت سے مجبور ہو کر ترجمہ کرتے وقت ڈنڈی ماری اور ترجمہ میں دو چیزوں کا ذکر کیا کہ یہود ہم سے آمین اور سلام کا بہت

حسد کرتے ہیں تیسری چیز اللھم ربنا لك الحمد کا ذکر شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گیا۔ نیز ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اس حدیث مبارک میں "تسلیم" سے کون سا "سلام" مراد ہے؟ اللھم ربنا لك الحمد سے بھی یہودی حسد کرتے ہیں تو فرقہ غیر مقلدین ربنا لك الحمد اونچی آواز کہنے میں یہودیوں سے کیوں خائف ہیں؟

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

دلیل نمبر6: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الیھود یحسدونکم علی السلام والتامین۔ بے شک یہود تم سے سلام اور آمین میں حسد کرتے ہیں۔((الاحادیث المختارہ لمقدسی ج5 ص107))

☆ ہم کہتے ہیں کہ زئی صاحب اگر اپنے دعویٰ آمین بالجہر پر کوئی دلیل پیش کرنا ہی چاہتے تھے تو کم از کم یہ سوچتے کہ کیا واقعی یہ دعویٰ کے مطابق دلیل بنتی بھی ہے یا نہیں۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جناب کو احادیث سرچ کرتے ہوئے جہاں کہیں بھی التامین کے الفاظ نظر آئے انہیں اٹھا کر دلیل بنا کر پیش کر دیا۔ اللہ اللہ خیر صلا

اس میں صرف یہ ہے کہ یہود تم سے سلام اور تامین پر حسد کرتے ہیں۔ اس میں جناب کو آمین بالجہر کہاں نظر آرہا ہے۔؟؟ سوچنے کی چیز ہے اسے بار بار سوچ!!

دلیل نمبر7: نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے سورۃ فاتحہ پڑھے پھر لوگ آمین کہتے تو آپ رضی اللہ عنہ بھی آمین کہتے اور اسے "سنت" قرار دیتے ہیں۔ ((صحیح ابن خزیمہ ج1 ص287))

☆ عقل و خرد نے اگر زئی صاحب کا ساتھ بالکل نہیں چھوڑا تو وہ اس حدیث کی سند میں ذرا غور فرماتے انہیں یہ ضرور نظر آتا کہ اس کی سند میں "ابو سعید یحیٰ بن

سلیمان الجعفی" ہے۔ ائمہ جرح و تعدیل نے ان کے بارے میں مجروح اور ضعیف ہونے کا قول کیا ہے۔ چنانچہ میزان الاعتدال ج 5 ص 122 پر امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیس بثقة۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ ربما اغرب۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ وله احادیث منا کیر۔

((تہذیب ج7ص54))

دوسرا راوی "اسامہ بن زید" ہے جسے امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تہذیب التہذیب" میں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

((تہذیب لابن حجر ج1ص198))

فرقہ غیر مقلدین کے پیشوا جناب زئی صاحب کے ممدوح اور ان کے "محدث العصر" اور "امام المحدثین" ناصر الدین البانی نے "حاشیہ ابن خزیمہ" میں لکھا ہے کہ اسنادہ ضعیف۔ ((صحیح ابن خزیمہ ج2ص287))

جب یہ خود غیر مقلدین کے ہاں ضعیف ہے تو قابل استدلال کیسے بنے گی؟

دلیل نمبر8: عکرمہ مولی ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت ہے میں نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے سے مساجد گونج اٹھتی تھیں۔ ((مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص425))

☆ فرقہ غیر مقلدین سے وابستہ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اس نام نہاد "محقق" کو خمیرہ گاؤزبان عنبری اور بادام وغیرہ کھلایا کریں یہ بے چارہ نسیان کا مریض ہے۔ اس "بھلکڑ صاحب" کو اپنی باتیں جلد بھول جاتی ہیں۔ جب ہماری طرف سے ایک روایت پیش ہوئی جس میں تقریباً وہی الفاظ تھے جو اب خود زئی صاحب نے پیش کی ہے ادرکت الناس............ تو اس پر جناب زئی صاحب نے فوراً فرمایا کہ "نامعلوم لوگوں کا عمل کوئی

شرعی حجت نہیں ہے۔" ((تعداد رکعات قیام رمضان ص33))

دوسرے مقام پر زئی جی کہتے ہیں کہ

"الناس کی صراحت نہیں ہے کہ ان سے کون سے لوگ مراد ہیں؟"

((تعداد رکعات قیام رمضان ص91))

ہم نے تو جناب کے اصول جو انہوں نے خود بیان فرمائے ہیں یاد کرانے کی کوشش کی ہے، سچی بات یہ ہے کہ زئی صاحب کے دلائل اور اصولوں کی یہ وہ دلدل ہے جہاں اب انہوں نے "دھنسنے" کی بجائے "تیرنے" کی کوشش کرنی ہے۔

قارئین کرام! تماشہ دیکھیں اور لطف اندوز ہوں ÖÖÖ

دلیل نمبر9: نعیم المجمر تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جب آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین پڑھا تو آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی۔ ((سنن کبریٰ بیہقی ج2 ص84 باب جہر الامام بالتامین))

☆ سر دست ہم جناب زئی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آمین کہنے سے "جہر" بھی ساتھ ثابت ہو جاتا ہے تو پھر چلیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً پڑھیں، سورۃ فاتحہ کو بھی جہراً پڑھیں کیونکہ روایت میں راوی نے ان کو بھی ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آمین کا ذکر کیا ہے۔ اگر آمین کے صرف ذکر سے جہر ثابت ہوتا ہے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۃ فاتحہ پڑھنے سے ان کا جہر ثابت کیوں نہیں ہوتا؟

کیا فرقہ ضالہ غیر مقلدین کے ائمہ اور مقتدی حضرات مل کر بلند آواز سے بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ کہنے کی ہمت فرمائیں گے!! دیدہ باید

دلیل نمبر10: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم

بھی آمین کہو۔ ((صحیح بخاری ص780 صحیح مسلم ص410))

☆ اس سے پہلے کہ ہم اس کا جواب دیں اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ فرقہ ضالہ غیر مقلدین کے "محقق" اور "نامور عالم دین" کا یہ حال ہے جو دعویٰ اور دلیل میں مطابقت کے اصول سے بھی نابلد ہے وہ اپنی ناہنجار قوم کی کیا خاک رہنمائی کرے گا۔؟

اب آتے ہیں جواب کی طرف تو ہمیں اس حدیث میں بھی محض آمین کہنے کا ذکر ملتا ہے "جہر" کا ذکر نہیں ملتا۔ جناب زئی صاحب کا مبلغِ علم یہی تھا جو قارئین نے ملاحظہ فرمالیا: چلے تو تھے کہ "آمین بالجہر" پر دلائل ذکر کریں گے لیکن افسوس بلکہ صد افسوس کہ کسی روایت سے بھی جناب "آمین بالجہر" کو ثابت نہ کر پائے۔

فرقہ غیر مقلدین کے پیشوا جناب ناصر الدین البانی کافی عرصہ پہلے یہ فیصلہ فرماگئے تھے کہ جہاں تک امام کے پیچھے مقتدیوں کے اونچی آمین کہنے کا تعلق ہے تو اس بارہ میں ہم ایک صحیح مرفوع حدیث بھی نہیں جانتے جس کی طرف رجوع کیا جائے

((سلسلہ احادیث صحیحہ ج1 ص755))

بلکہ والفضل ما شھدت بہ الاعداء کے مقتضاء کے مطابق لگے ہاتھ یہ بھی دیکھتے جایئے۔ یہی البانی صاحب موصوف دوسرے مقام پر احناف کے قول کو کھلے لفظوں میں تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مقتدیوں کا آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔"

((سلسلہ احادیث صحیحہ ج1 ص756))

امید ہے کہ ہماری معروضات اور گزارشات کو زئی صاحب مسلکی تعصب سے ماوراء ہو کر بنظر انصاف و تحقیق دیکھیں گے اور حق کو قبول کرنے میں انہیں کوئی امر مانع نہیں ہو گا۔ ہاں اگر اس کے باوجود بھی اپنی مزید تسلی کرانا چاہیں تو ہماری علمی خدمات حاضر ہیں۔ یار زندہ صحبت باقی!!!

گریہ زاری

✍......مولانا محمد رضوان عزیز
استاد: تخصص فی التحقیق والدعوۃ

جب نمرودی لشکر اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لانے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلمۂ حق کہنے سے باز نہ رکھ سکا تو پھر انتہائی دردمندانہ انداز میں عوام کو اپنے خداؤں کی مدد کے لیے پکارا اور نعرہ بلند کیا انصروا الھتکم۔

سورۃ الانبیاء

یہ وہ طرز ہے جو ہر مفتوحہ اور دلائل کی دنیا میں شکست خوردہ قوم اپناتی ہے۔ مشرکینِ مکہ کو بھی اپنی سچائی کا اس قدر یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی فتح و نصرت کی دعائیں مانگ کر نکلتے تھے اور مقصد اپنے بتوں کی مدد کرنا تھی جو کہ ان کے خود ساختہ خدا تھے۔ بعینہ اسی طرح دشمنان صحابہ نے حبِ اہل بیت کا نعرۂ رستاخیز بلند کیا اور مظلومیتِ اہل بیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے باکانہ گستاخیاں کیں۔ اسی طرز پر خوارج نے حبِ اصحاب کی آڑ میں بغضِ اہل بیت کا منحوس فعل سرانجام دیا۔

زمانہ اپنی ڈگر پر رواں دواں ہے۔ فتنے ابھرتے اور ڈوبتے رہتے ہیں۔ ”پرانے شکاری نئے جال“ کے ساتھ میدان میں اترتے ہیں اور اپنے حصے کی بدبختیاں سمیٹ کر چلتے بنتے ہیں۔ جب ان کا تعاقب کیا جائے اور ان کی حقیقت آشکارا ہونے لگے تو کچھوے کی طرح اپنے خود ساختہ ”خوشنما خول“ میں بند ہو جاتے ہیں۔

یہی مثال مسلک اہل حدیث کے ”شوریدہ سروں“ کی ہے، جنہوں نے اپنے

معرض وجود میں آنے سے لے کر آج تک امت کی گود میں کانٹوں کے سوا کچھ نہ ڈالا۔ شاہراہ بہشت کو اپنے الحادی تحقیق پر مبنی مفروضوں کے ذریعے لوگوں کی نظروں سے گم کرنا چاہا اور قافلہ حق کو راہ راست سے بھٹکا کر بے راہ روی کے سراب میں الجھانا چاہا، لیکن بحمد اللہ تعالیٰ محافظوں کی بیداری اور جرات سے عبادالشیطان؛ عبادالرحمن کو نہ بھٹکا سکے، بالآخر ان لوگوں نے اپنے اسلاف کی طرز پر کچھوے کی طرح "عمدہ خول" میں پناہ لینے میں عافیت سمجھی اور "گریہ زاری" شروع کر دی کہ دیکھنا کہیں "دامنِ حدیث چھوٹنے نہ پائے" یعنی اپنے آپ کو حدیث جانا اور وہ لوگ جن کو ان لوگوں نے حدیث کے نام پر منکر حدیث بنایا تھا وہ ان کے دامن تھامنے والے ہو گئے آج جب مسلک اہل حدیث کا تار عنکبوت ٹوٹ رہا ہے، یہ لوگ دہائیاں دینے پر آ گئے ہیں کہ شاید اس طرح کی چیخ و پکار سے مسلک کی گرتی ہوئی دیواروں کو کچھ سہارا مل جائے مگر "بسا آرزو کہ خاک شدہ" سہارا تو کیا ملنا تھا بلکہ یہ گریہ زاری "عذر گناہ بدتر از گناہ" ثابت ہوئی۔

مسلک اہل حدیث کا خود ساختہ قینچی ...... ✂ ...... بردار مصنف، جس نے احادیث کو کاٹ کاٹ کر اپنی 192 صفحات پر مشتمل کتاب تیار کی مگر افسوس کہ اپنے پیش رو حضرات کی طرح دل میں پکنے والے تعصب کی سرانڈ کو نہ چھپا سکے۔ عنوان تو کیا خوب ہے کہ "دامن حدیث نہ چھوٹنے پائے" مگر کتاب پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ اس کتاب کا نام "سوال گندم جواب چنا" ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ بات حجیتِ حدیث کی تھی مگر کتاب میں احناف کو بے نقط سنائی گئیں۔ کیا ائمہ فقہا پر تبراء کرنا یا فقہا کرام سے بغض کا اظہار کرنا بھی "حجیتِ حدیث" کا ایک باب ہے۔؟

شاید موصوف کو خبر نہ تھی کہ زور قینچی سے اس نے احناف کے ساتھ ساتھ

حنابلہ، شوافع اور مالکیہ کو بھی رگڑا ہے اپنے "محسنوں" کا نمک تو حرام نہ کرتے۔ جن سے "خدمت حدیث" کے نام پر ریال وصول کرتے ہو۔

میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

اور مسلک اہل حدیث یورپ ہی کا تیار کردہ ایک رندا ہے، جس نے دین اسلام کی تراش خراش کرتے کرتے پورے دین کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ فقہاء کے اجتہادی مسائل کو قرآن و حدیث کا مخالف کہہ کر رد کر دیا، صحیح احادیث کی شرط لگا کر حسن، ضعیف وغیرہ احادیث کا انکار کر دیا "قول صحابی حجت نیست" کہہ کر مراسیلِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار کر دیا بلکہ اس سے بڑھ کر انکار حدیث اور کیا ہو گا کہ اگر صحابی کا قول یا فتویٰ صحیح سند سے ثابت بھی ہو تو بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ یہ صحابی کا فتویٰ ہی تو ہے جیسے ان کے غیر عالم "محکک" زبیر علی زئی انکار حدیث کے علمبردار ماہواری رسالے میں لکھتے ہیں: "اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ صحابی کا فتویٰ ہے۔"

((الحدیث شمارہ نمبر 30 ص 14))

اگر غیر مقلدین کی خود ساختہ شرائط نہ ہوتیں تو منکرینِ حدیث کیسے پیدا ہوتے؟ محترم آصف عباس حماد! جن کو آپ منکرینِ حدیث شمار کر رہے ہیں عبد اللہ چکڑالوی، اسلم جیراج پوری، غلام احمد پرویز وغیرہ ذرا ان کا شجرۂ نسب تو دیکھ لیں کہ یہ تمہارے ہی باغ کے پھل ہیں، جنہوں نے امت کے منہ کا ذائقہ بدمزہ کر دیا ہے۔

اب آیئے! اپنی اس گریہ زاری پر مبنی کتاب " دامنِ حدیث چھوٹنے نہ پائے" کی طرف جس میں آپ نے پوری امت مسلمہ کو یک لغزش قلم غیر اسلامی "قرآن و حدیث کی مخالفت کرنے والے" کہہ کر امت مسلمہ کو اپاہج اور دشمن کے

سامنے انتہائی عددی طور پر کم کر دیا ہے۔

صاف ظاہر ہے جن کے نزدیک یورپی تہذیب باعثِ رحمت ہو، امریکہ اور یورپ سے خطرہ صرف تقلیدی مذاہب کو ہو، تو ایسے لوگ تو یورپی خواہشات کے عین مطابق مسلمانوں کو کافر کہہ کر ان کفار کی راہ ہموار کریں گے۔

موصوف نے اپنی کتاب میں ص 82 میں کتنی احمقانہ بات "ارشاد" فرمائی کہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی یہ محمدی نہیں ہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

آپ نے امتیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کھڑا کر دیا اور پوری امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والا کہہ دیا۔ کیا آپ کے مسلک میں کوئی بھی ایسا عقل مند نہ تھا جو ایسی احمقانہ بات پر آپ کی گرفت کرتا۔ الیس منکم رجل رشید محسوس ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے یہ شعر اپنے بارے ہی میں لکھا ہے۔

گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے (اہل حدیث) رہ گئے
اڑ گئے دانا جہاں سے بے شعورے رہ گئے

الحدیث شمارہ 41 ص 52

مسلک اہل حدیث کو ایک بات پر جمع کرنا مینڈک تولنے کے مترادف ہے۔

جیسے موصوف نے اپنی اس کتاب میں اپنی بظاہر عالمانہ تحقیق کا رعب ڈالتے ہوئے کہا: " بڑے سے بڑے عالم کے پاس بسا اوقات حدیث نہیں پہنچ پاتی لہٰذا جب وہ بات کرے تو اس سے دلیل مانگنی چاہیے کہ جناب کتاب و سنت سے دلیل پیش کرو۔"

((دامن حدیث چھوٹنے نہ پائے ص 74))

جبکہ موصوف کے ممدوح زبیر علی زئی نے اپنی علمی بے بضاعتی پر پردہ ڈالتے ہوئے کہا کہ علماء حق کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر مسئلہ بیان کرتے وقت ضرور

بالضرور دلیل بیان کریں۔ ((الحدیث شمارہ نمبر40ص8))

جناب آپ نے اپنی کتاب دامن حدیث چھوٹنے نہ پائے میں یہ کیا پھلجڑی چھوڑ دی کہ ”قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ جو تیسری چیز کے اضافے کی ضرورت محسوس کرے وہ گمراہ ہے۔“ ((دامن حدیث چھوٹنے نہ پائے ص28))

لیکن آپ کے مسلک کے لوگ تو اس مقدس مذہبی لباس کو اتار کر باہر آچکے ہیں اور ان کا ٹائی راڈ کھل چکا ہے اور ببانگ دہل کہہ رہے ہیں: ”ہاں! ہم اجماع و قیاس کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ائمہ مجتہدین مانتے ہیں۔“

((آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی ص64، بحوالہ ماہواری الحدیث شمارہ نمبر77 بیک ان فلیپ))

اور آپ کے مولانا سلفی مرحوم فرماتے ہیں: ”ائمہ سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں تمام دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے: قرآن، سنت اجماع امت اور قیاس شرعی۔“ ((معیار الحق کا پیش لفظ بحوالہ ماہواری الحدیث شمارہ نمبر77))

تو جناب اب کیا خیال ہے؟ قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ تیسری چیز کی ضرورت نے آپ کے اسلاف کو گمراہوں کی صف میں تو کھڑا نہیں کر دیا۔

ذرا ٹھہریے! موصوف آصف عباس نے مزید ارشاد فرمایا: ”فرض اور واجب کا فرق تو نام نہاد فقہاء کے نزدیک ہے۔“ ((دامن حدیث ص31))

جناب آصف صاحب آپ نے کتنی غیر ذمہ دارانہ بات ارشاد فرمادی، عاجزی انکساری یا کسر نفسی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ایسا بھی کیا کسر نفسی یا اخفاء ہے کہ آپ کی پوری کتاب پڑھ کر یہ گمان بھی نہیں گزرتا کہ یہ کسی عالم یا سنجیدہ آدمی کی کتاب ہے۔

محترم آصف صاحب! اگر آپ والی زبان ہی کوئی استعمال کرتے ہوئے کہہ دے کہ جس طرح فرض اور واجب کا فرق نام نہاد فقہاء کے نزدیک ہے اسی طرح حدیث کے

صحیح اور ضعیف ہونے کا فرق بھی نام نہاد محدثین کے نزدیک ہے ورنہ صحیح، ضعیف، حسن، مرسل، موقوف یہ سب اصطلاحات بعد والے نام نہاد محدثین کے نزدیک ہیں۔ تو آپ کیا آپ ان اصطلاحات کو کسی تیسری کی گمراہی میں پڑے بغیر صرف قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت کر سکتے ہیں؟؟ جب نہیں ثابت کر سکتے تو پھر فقہاء کے خلاف کیوں اتنی شعلہ نوائی فرمارہے ہیں؟

اور جناب محترم آصف صاحب نے بغض احناف میں مزید بے پر کی؛ اڑاتے ہوئے کہا: ماننا پڑے گا کہ شریعت میں فرض اور واجب ہم معنیٰ ہیں اور احناف صرف اختلافی مسائل میں مخصوص احادیث کو ضعیف کرنا تھا اور اپنے امام کے قول کو دوام بخشا تھا جس کے لیے وضعی قوانین بنا کر واجب اور فرض کی اصطلاح ایجاد کی اور حدیث کو ثانوی حیثیت دی۔ ((دامن حدیث چھوٹنے نہ پائے ص32))

فرض اور واجب ہم معنی ہیں یا نہیں اس کا جواب ان شاء اللہ پھر کبھی سہی۔ سر دست جناب کے الفاظ میں تغییر یسیر کے ساتھ موصوف کے موقف کی وضاحت کرتا چلوں جس بات کو انکار فقہ و فقہاء کی دلیل بنایا ہے کل منکرین حدیث بھی اسی طرح کہیں گے۔

ماننا پڑے گا کہ شریعت میں صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ کی کوئی وضاحت نہیں ہے یہ بعد والے محدثین نے کچھ احادیث کا انکار کرنا تھا اس لیے ایسے اصول بنائے کہ ان کے موقف کے مخالف احادیث ان اصولوں کی روشنی میں خود بخود ضعیف ہو جائیں۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کے حدیث کے صحیح ہونے کی شرائط اور ہیں اور امام مسلم کے ہاں اور ہیں لہذا جو حدیث امام مسلم کی شرط امکان لقاء پر ٹھیک اور صحیح ہو گی وہی حدیث امام بخاری کی شرط ثبوت لقاء نہ ہونے کے باعث صحیح نہیں ہو گی لہذا امام

بخاری رحمہ اللہ کو اپنی خود ساختہ شرط کی برکت سے امام مسلم رحمہ اللہ کی پیش کردہ احادیث کے انکار کا بہانہ مل گیا؟؟

جی تو کیا خیال ہے آصف بھائی! اسی طرز پر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے محدثین کرام کے اصولوں اور بیان روایات میں خانہ جنگی کو مزید واضح کرنا چاہیے لیکن نہیں ہم تمہاری طرح بے انصاف لوگ نہیں ہیں ہم جس طرح فقہاء کی عزت واحترام کرتے ہیں بعینہ اسی طرح محدثین کو بھی امت کا محسن سمجھتے ہوئے ان کی عزت واحترام کرتے ہیں۔ ورنہ جواب آں غزل کے طور پر کیا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

بہر کیف! آصف حماد صاحب کتب سازی کے شوق میں اتنا آگے نہ بڑھیے کہ دامن حدیث بچانے کے بجائے اپنے خود ساختہ تحقیقی مقالوں سے دامن حدیث تار تار کر دو۔ شکریہ

جاری ہے........................

قسط نمبر 2

منکرین حیاتِ قبر کا ایک اور مغالطہ

بجواب: اکابر کا باغی کون؟

✍......مولانا نور محمد قادری تونسوی

کہتے ہیں کہ ایک آدمی کی بیوی بڑی زبان دراز تھی اور وہ اپنے خاندان کے ماں باپ کو اور پورے خاندان کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک دن خاوند کو غصہ آ گیا تو اس نے ڈنڈا اٹھایا اور اس کی پٹائی شروع کر دی جب وہ عورت مار برداشت نہ کر سکی تو دوڑی خاوند کے ماں باپ اور دادے کی پناہ لینے لگی کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ! خاوند نے کہا اری کم بخت! میرے اس خاندان کو گالیاں دینے کی وجہ سے ہی تجھ پر مار پڑ رہی ہے لہٰذا تجھے ان سے پناہ لینے کا کوئی حق نہیں ہے سیدھی بیٹھو اور مار کھاؤ۔

بعینہ یہی حال فرقہ مماتیہ اشاعتیہ پنج پیریہ عصر ہذا کے معتزلہ کا ہے کہ یہ لوگ اکابر علماء اہل سنت دیوبند کثر اللہ سوادھم کو دن رات گالیاں دیتے ہیں اور ان پر شرک و کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور قسم قسم کی باتیں کرتے ہیں کیونکہ اکابر علماء اہل سنت علماء دیوبند پوری امت مسلمہ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر بہ تعلق روح کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عند القبر الشریف پڑھا جانے والا درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام بذریعہ ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے اور یہ لوگ سماع موتیٰ فی الجملہ کے بھی قائل ہیں۔

چونکہ عصر ہذا کے معتزلہ ان عقائد کا انکار کرتے ہیں اور ان عقائد کے حاملین کو مشرک اور کافر گردانتے ہیں اور قسم قسم کے طنز اور طعن و تشنیع ان پر کرتے ہیں اور جب علماء حق کے تلامذہ اور خدام؛ کتاب و سنت کے دلائل کے ساتھ ان کی مرمت کرتے ہیں اور معقول دلائل کے ساتھ ان کی پٹائی کرتے ہیں تو یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور اکابر علماء دیوبند کے دامن میں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت نانوتوی ، حضرت گنگوہی ، حضرت کشمیری ، حضرت عثمانی ، حضرت تھانوی، حضرت کاندھلوی، وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین ، کی پناہ میں آنے کی فضول کوشش کرتے ہیں۔ تو علماء حق کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ ظالمو! تم نے ان اکابر کو گالیاں دی ہیں اور ان پر شرک کفر کے فتوے لگائے ہیں اور تمہاری ان نازیبا حرکتوں کی وجہ سے تم پر مار پڑ رہی ہے لہٰذا ان اکابر کے دامن میں تمہیں کوئی پناہ نہیں ملے گی پس سامنے بیٹھو اور دلائل کی مار کھاؤ۔

اس کی زندہ مثال اہل اشاعت کے معتمد مولوی اکابر کا باغی کون؟ کے مؤلف ہیں اس پوری کتاب میں انہوں نے اسی چیز کا مظاہرہ کیا ہے آج کی اس محفل میں اس شخص کے ایک مغالطے کو پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ مؤلف اکابر کا باغی کون؟ لکھتا ہے: مولوی نور محمد ترنڈی فرماتے ہیں جب کتاب و سنت سے ثابت کیا جاتا ہے کہ عالم قبر کی کارروائی میں روح کے ساتھ جسد بھی شریک ہوتا ہے تو تاویل کرتے ہیں کہ جسد کے ساتھ جسد مثالی ہے ان لوگوں کی یہ تاویل بھی در حقیقت تحریف کے برابر ہے اس لیے کہ یہ عدل خداوندی کے خلاف ہے کیونکہ نیکی اور برائی کرنے میں اور جسد شریک کار تھا جزا و سزا میں اور جسد کو شامل کیا گیا حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ "جو کرے وہ بھرے۔" لیکن کرے اور بھرے

اور یہ تو ناانصافی ہے جس سے اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے ۔ ((قبر کی زندگی 166))

مولوی نور محمد ترنڈی صاحب فرماتے ہیں: حضرت انسان کا مزاج بڑا عجیب ہے نہ ماننے پر آیا تو جسد عنصری اصلی حقیقی کے تعلق کا انکار کر دیا اور جب ماننے پر آیا تو جعلی اور نقلی مثالی جسم میں روح کے دخول کو مان لیا کوئی ان سے پوچھے جو اصلی بدن نیکی و برائی میں شریک کار رہا اس کو تو آپ نے بری الذمہ ٹھہرایا اور جو نیکی اور برائی کرتے وقت موجود بھی نہیں تھا آپ نے اس کو شامل تفتیش کر لیا۔ کیا یہی تمہارا انصاف ہے؟ کرے کوئی بھرے کوئی، کرے مونچھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا۔ ((قبر کی زندگی صفحہ 152))

اتحادیوں کی عبارات بالا کو غور سے مطالعہ فرمایئے اور انصاف کیجیے کہ کیا کافرانہ توحید کے پرچار کرنے کا الزام اور تحریف کا الزام اور اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے انکار کرنے کا الزام حضرت تھانوی رحمہ اللہ سمیت ان تمام اکابر پر نہیں عائد ہو رہا ہے جنہوں نے عذاب و ثواب روح مع الجسد المثالی کی بات اختیار کی ہے۔؟؟ ((اکابر کا باغی کون؟ ص 209))

بندہ عاجز نے اپنی کتاب "قبر کی زندگی" میں مماتیوں کے خلاف ایک دلیل پیش کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "نیکی اور برائی کرنے میں دنیا والا جسد عنصری روح کے ساتھ شریک کار رہا لہٰذا موت کے بعد جزا و سزا میں اسی جسد عنصری کو شریک ہونا چاہیے اور جو لوگ دنیا والے جسد سے قطع تعلق کر کے کوئی اور جسد تجویز کرتے ہی یہ بات عدل خداوندی کے خلاف ہے کیونکہ نیکی اور برائی کرنے میں اور جسد شریک تھا اور جزا و سزا میں ایک اور جسد شامل کیا گیا ہے جس نے نہ نیکی کی ہے نہ برائی۔"

بندہ عاجز کی اس معقول دلیل سے مماتیوں کا مناظر عاجز آگیا اور کوئی جواب

نہیں دے سکا اور نہ ہی دنیائے مماتیت کا کوئی فرد اس کا جواب دے سکتا ہے۔ تو مناظر صاحب نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ کے دامن میں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی چنانچہ لکھ دیا: ”اتحادیوں کی عبارات بالا کو غور سے مطالعہ فرمایئے اور انصاف کیجیے کہ کیا کافرانہ توحید کے پرچار کرنے کا الزام اور تحریف کا الزام اور اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے انکار کرنے کا الزام حضرت تھانوی رحمہ اللہ سمیت ان تمام اکابر پر نہیں عائد ہو رہا ہے جنہوں نے عذاب و ثواب روح مع الجسد المثالی کی بات اختیار کی ہے۔؟؟
((اکابر کا باغی کون؟ص209))

لیکن یقین جانیئے ان لوگوں کا یہ نرا مغالطہ ہے کیونکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ قبر میں اعادہ روح کے قائل ہیں روح اور جسد عنصری کے مابین تعلق کے قائل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر درود و سلام پڑھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ ملائکہ پیش کیا جاتا ہے۔ نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ عام موتیٰ کے سماع فی الجملہ کے قائل ہیں اور عصر ہذا کے معتزلہ ایسے عقائد رکھنے والوں کو کافر اور مشرک سمجھتے ہیں لہٰذا حضرت تھانوی رحمہ اللہ پر فتویٰ بازی کے باوجود ان کے دامن میں پناہ پکڑنا ایک بہت بڑا مغالطہ ہے۔

جسدِ مثالی کا قصہ:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سمیت جتنے علماء کرام روح کے لیے جسد مثالی کی تجویز پیش کرتے ہیں وہ سب کے سب اس تجویز کے باوجود روح کا جسد عنصری سے تعلق بھی مانتے ہیں اور اسی تعلق کی بناء پر یہ لوگ جسد عنصری کو قبر کی جزا و سزا میں

شریک مانتے ہیں چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں:

"اسی جگہ اس کو عذاب وضغطہ ہوتا ہے خواہ جسد کہیں ہو اور درندوں نے کھالیا ہو، یا سوختہ ہو کر متفرق ہو گیا ہو البتہ اجزاء جسد کے ساتھ اس کا کچھ تعلق رہتا ہے اس تعلق کی وجہ سے اجزاء میں بھی اس قدر حیات باقی رہی جس سے عذاب وثواب کا اثر جسد پر بھی آجائے تو کچھ بعید نہیں چنانچہ اخبار کثیرہ سے ثابت ہے کہ بعض اہل قبور کا عذاب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کی بناء وہی تابعیت بحکم مقدمہ رابعہ (یعنی قبر اور برزخ میں روح اصل اور جسد عنصری اس کا تابع ہوتا ہے) جب یہ سب امور ممکن ہیں اور مخبر صادق نے وقوع کی خبر دی ہے تو ایمان لانا فرض ہے اور اس سے بچاؤ کی فکر ضروری۔" ((امداد الفتاویٰ ج 6 ص 128))

حضرت تھانوی رحمہ اللہ حیات قبر و برزخ کے متعلق مختلف حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس سے صاف معلوم ہوا کہ یوم بعث تک روح مومن کا مستقر شجر جنت ہے پس یہ صریح ہے اس میں کہ اعادہ روح الی الارض منافی اس قرار جنت کے نہیں ہے یا تو اس طرح کہ اول یہ اعادہ ہوتا ہے پھر سوال نکیرین کے بعد عروج الی السماء ہوتا ہو اور یا اس طرح کہ اعادہ اور قرار فی الجنۃ مختلف حیثیتوں سے ایک وقت میں مجتمع ہو جاتے ہوں یعنی اصل قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ وہ جسد اصلی حالت پر ہو یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو گا جس سے ادراک نعیم والم کا ہو سکے۔" ((امداد الفتاویٰ ج 5 ص 418))

"عذاب قبر جسم عنصری اور جسم مثالی دونوں پر ہوتا ہے۔" (امداد الاحکام ج 1 ص 839)

قارئین کرام! درجنوں عبارات پیش کی جاسکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قائلین جسد مثالی روح اور جسد عنصری کے مابین تعلق کے بھی قائل ہیں اور دنیا

والے جسد عنصری کو عالم قبر برزخ کی جزا و سزا میں شامل سمجھتے ہیں خواہ وہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ ہوں یا محققین صوفیاء کرام اور یہ بات ہمارے علماء بارہا کہہ چکے ہیں کہ جو حضرات عالم قبر و برزخ کی جزاو سزا میں دنیا والے جسد عنصری کو شامل سمجھتے ہیں وہ ہمارے اکابر ہیں خواہ وہ درجنوں جسد مثالی تجویز کر لیں۔ لہٰذا منکرین حیات قبر اپنے وہ اکابر پیش کریں جو جسد مثالی کی تجویز کے ساتھ جسد عنصری سے تعلق کا انکار کرتے ہوں ان شاء اللہ ایسے اکابر ان لوگوں کو کہیں بھی نہیں ملیں گے اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور اس جیسے دوسرے علماء کے دامن میں پناہ لینا ایک قسم کا دھوکہ ہے۔

منکرین اور اکابر کا جسد مثالی ....جدا جدا ہے:

منکرین حیاتِ قبر دھوکہ اور جھوٹ کے ذریعہ قائلین جسد مثالی کو اپنا اکابر کہتے ہیں حالانکہ منکرین کا جسد مثالی اور ہے اور قائلین کا جسد مثالی اور ہے منکرین کا جسد مثالی کسی خاص مٹیریل سے تیار ہوتا ہے اور یہ لوگ جب روح کو اس میں داخل سمجھتے ہیں تو جسد عنصری سے تعلق ماننا ان کے لیے مشکل اور محال ہو جاتا ہے اس لیے انکار کر دیتے ہیں۔ جبکہ اکابر کا جسد مثالی ظل عکس سایہ وغیرہ کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے جسد مثالی سے تعلق رکھنے کے بعد جسد اصلی عنصری سے تعلق ضروری ہو جاتا ہے اگر جسد اصلی عنصری سے تعلق نہ ہو تو جسد مثالی خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے اصل آدمی ہو گا تو زمین پر سایہ پڑے گا اگر اصل آدمی زمین پر نہ ہو تو سایہ کہاں پڑے گا؟ پس ثابت ہوا کہ منکرین کا جسد مثالی اور ہے اور اکابر کا جسد مثالی اور ہے۔ صرف لفظی مشارکت ہے اور کچھ بھی نہیں بندہ عاجز اپنے دعویٰ کو پھر دہرا رہا ہے اپنے اکابر کا نام بتاؤ تمہارے اکابر کون ہیں؟ اگر نہیں بتا سکتے اور یقیناً قیامت تک نہیں بتا سکتے تو علماء اہل حق کو ''اکابر کا باغی'' کہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

...............جاری ہے

ملفوظاتِ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

......محمد احسن میمن، حیدر آباد

فرمایا: حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ اجماعی ہے۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار سب سے پہلے کس نے کیا؟

حضرت نے فرمایا: عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے کسی نے انکارِ حیات نہیں کیا۔

حضرت نے فرمایا: عنایت اللہ شاہ شجاع آباد میں تقریر کر رہا تھا کہ سارے انبیاء اور صحابہ میرے عقیدے پر تھے۔

حضرت نے فرمایا: گویا عنایت اللہ؛ انبیاء اور صحابہ کے عقیدے پر نہیں ہے بلکہ انبیاء اور صحابہ اس کے عقیدے پر تھے۔

بہت پرانی بات ہے مدرسہ بھی ان کا تھا اور حضرت مولانا محمد امین صاحب کو بھی بلوایا ہوا تھا حضرت لیٹے ہوئے تھے کہ پانچ سات آدمی آئے اور کہنے لگے دیکھو شاہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟

حضرت نے فرمایا: کہ شاہ صاحب اپنے سے پہلے ایک بھی نام پیش نہیں کر سکتے جو اس عقیدے کا ہو۔ ان آدمیوں نے یہی بات لکھ کر نیچے حضرت کا نام لکھ کر چٹ شاہ کو بھیج دی۔

شاہ صاحب نے پرچی اور حضرت کا نام پڑھ کر کہا: "مولوی امین کا مطالعہ کمزور ہے "ابن عبد الہادی حنبلی" جن کی کتاب "الصارم المنکی" ہے وہ اس عقیدے کا ہے جو ہمارا ہے۔"

حضرت نے فرمایا: گویا اب نہ کوئی نبی رہا اور نہ صحابی رہا اب صرف ابن عبد الہادی رہ

گیا جو آٹھویں صدی کا تھا۔

حضرت رحمہ اللہ نے پھر خود چٹ لکھی کہ ابن عبدالہادی نے اپنی اسی کتاب میں جو عقیدہ لکھا ہے آپ اسی پر دستخط کر دیں کہ وہ صحیح ہے چلو اس کو مانو۔ وہ تو کافروں تک کے سماع کا قائل تھا۔

حضرت نے فرمایا: آپ کے دستور میں لکھا ہوا ہے کہ "جو عوام کے سماع کا قائل ہو وہ اشاعت التوحید کا ممبر نہیں بن سکتا۔" آپ کو آج ملا ہی ایک رکن ہے جو ابن عبدالہادی حنبلی ہے۔ چلو لکھیے کہ میں ابن عبدالہادی کے عقیدے پر ہوں جب یہ چٹ گئی تو پڑھ کر سنائی اور کہا کہ "مناظرہ کرنا علماء کا کام ہے میں تو طالب علم ہوں میں ان باتوں میں نہیں پڑتا۔"

حضرت رحمہ اللہ نے پھر چٹ لکھی کہ چلو آپ اپنے سے پہلے کسی "سنی" کا نام لیں جو صحابی، تابعی یا مجتہد نہ ہو صرف سنی ہو اور اپنے آپ کو سنی کہتا ہو چاہے شرابی ہو زانی ہو یا بد معاش ہو، صرف اپنے آپ کو سنی کہلواتا ہو اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو اور یہ کہتا ہو کہ روح کا تعلق جسد اطہر سے نہیں ہے۔

یہ بات آپ کسی ڈاکو یا چور سے بھی نہیں دکھلا سکتے کیونکہ وہ تو دنیا کے چور اور ڈاکو تھے دین کے چور اور ڈاکو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اس لیے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کوئی نہ تھا۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ اجماعی مسئلہ ہے۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے علمی معرکے اور مجلسی لطیفے ص 83

تبصرۂ کتب

نام کتاب: مناظرہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتب: مولانا ابوالحسن جھنگوی

ناشر: مکتبہ اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

صفحات: 168

......مولانا کلیم اللہ

عرب و عجم ،شرق و غرب کے تمام اہل السنت والجماعت حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں تعلق روح کے ساتھ زندہ سلامت ہیں۔ زائرین کا درود وسلام خود سماعت فرماتے ہیں اور ان کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ دور سے پڑھنے والوں کا صلوٰۃ وسلام؛ فرشتے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں۔

لیکن ایک گمراہ اور بدعتی ٹولہ اس مسلمہ عقیدے کو تسلیم کرنے سے گریزاں ونالاں بلکہ اس کا کھلے لفظوں میں "منکر" ہے اس پر طرہ یہ کہ وہ خود کو "دیوبندی" بھی کہلواتا ہے۔

چند عرصہ قبل سرگودھا کے نواحی علاقے "چھنی تاجہ ریحان" میں چند منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلک اہل السنت والجماعت کی مخالفت کرتے ہوئے اور اس عقیدہ اجماعیہ کا انکار کرتے ہوئے خوب اودھم مچا رکھا تھا اور چیلنج بازی سے کام لے کر مناظرہ مناظرہ کی رٹ لگا رکھی تھی۔

چونکہ یہ ایک عقیدہ کی بحث تھی اور اس کے حل ایسے عالم کی ضرورت تھی

جو علم کلام یعنی عقائد کے علم پر عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ مناظرانہ گرفت بھی رکھتا ہو، چنانچہ متکلم اسلام مناظر اہل السنت والجماعت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے ہوئے مورخہ 21 مئی بروز اتوار 2006 مقام مذکورہ چھنی تاجہ ریحان سرگودھا میں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات، اس کی تنقیح اور منکرین حیات النبی کے وساوس و شبہات کے ازالے کے لیے تشریف لے گئے۔ چونکہ پہلا نمبر شرائط مناظرہ کا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے مناظر اہل السنت والجماعت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے بنیادی باتیں پیش کی، منکرین حیات النبی نے محسوس کر لیا کہ ہماری دال نہیں گلے گی اس لیے انہوں نے شرائطِ مناظرہ سے ہی راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی اور آئیں بائیں شائیں کرنے لگے۔

آج بھی اس مسلمہ عقیدے کا انکار کرنے والا فتنہ اور اس فتنے کی آبیاری کرنے والے......... خارج از اہل السنت والجماعت .... عوام کو گمراہ کرنے کے لیے باطل توجیہات اور قرآنی آیات کی غلط تفسیریں بیان کرتے ہیں۔

ان کے دجل و فریب سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے اور اس میدان میں محنت کرنے والے حضرات کے لیے علمی خزانہ ہے۔ اس مناظرہ کی مکمل روداد کو کتابی شکل دی گئی اس سے پہلے اس کے تین ایڈیشن آچکے ہیں۔ ابھی حال ہی میں "احناف میڈیا سروس" کے زیر اہتمام مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا نے اس کا نیا ایڈیشن شائع کیا ہے۔ قارئین کی سہولت اور جدید صحافتی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب کی تزئین میں بہتری لائی گئی ہے۔

چند باتوں کی مزید رعایت رکھ لی جائے تو نفع دوگنا ہو جائے گا۔

نمبر 1 : عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ کرنے کی کوئی باضابطہ تحریر

مرتب کر کے کتاب میں لگا دی جائے۔ تاکہ فریقین جب آپس میں مناظرہ طے کرنے لگیں تو اہل السنت والجماعت کا مؤقف ان کے سامنے پہلے سے لکھا لکھایا موجود ہو اور قائلین عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی مرتب شدہ تحریر پر دستخط کر دیں۔

نمبر2: شرائط مناظرہ طے کرنے کے لیے بھی چند اصول بیان کر دیے جائیں۔

نمبر3: اتحاد اہل السنت والجماعت کے ذمہ داران حضرات کو بھی چاہیے کہ جماعتی سطح پر اپنے مناظرین کے نام اور ان کے رابطہ نمبرز بھی تحریر کر دیں تاکہ عوام کو رابطہ کرنے میں آسانی رہے۔

نمبر4: آخر کتاب میں چند ایسی کتابوں کی فہرست بھی لکھ دی جائے جو عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے کے لیے مفید اور معاون ہوں۔

نوٹ: انٹرنیٹ کا استعمال کرنے والے اس کتاب کو www.ahnafmedia.com سے فری ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

تشہد میں انگلی کا اٹھانا

...... مولانا عبدالرحمٰن سندھی حفظہ اللہ

مسلک احناف کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ احادیث کو بیان کرنے میں ایسا طرز اختیار کیا جائے جس سے احادیث میں تعارض ختم ہو جائے۔ یعنی احادیث کے بارے میں یہ بتلایا جائے کہ فلاں ناسخ ہے فلاں منسوخ ہے فلاں راجح ہے اور فلاں مرجوح ہے وغیرہ۔ تاکہ کسی حدیث کو جھٹلایا یا چھوڑا نہ جائے۔

نماز کے مسائل میں سے ایک مسئلہ تشہد میں انگلی اٹھانے کا بھی ہے۔ اس بارے میں بھی روایات مختلف ہیں۔

1: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُشِیرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّكُهَا۔ ((سنن ابی داود ج1 ص142))

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تشہد کے وقت انگلی سے صرف اشارہ کرنا چاہیے اور اس کو حرکت نہیں دینی چاہیے اور اس روایت کے بارے میں محدث امام نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رواہ ابو داود باسناد صحیح.

((شرح المجموع المہذب ج4 ص441))

2: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ......وَفِیْهِ: ثُمَّ قَبَضَ ثَلَاثَةً مِنْ أَصَابِعِهِ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَیْتُهُ یُحَرِّكُهَا یَدْعُو بِهَا ((السنن الکبریٰ بیہقی ج2 ص132))

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین انگلیوں کو ملا کر حلقہ بنایا ایک کو اٹھایا۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو ہلاتے دعا کرتے۔

اب اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تشہد کے وقت انگلی کو حرکت دینی چاہیے۔اب اس حدیث کو بیان کرکے امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالتَّحْرِيكِ الإِشَارَةَ بِهَا لاَ تَكْرِيرَ تَحْرِيكِهَا ، فَيَكُونُ مُوَافِقًا لِرِوَايَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ۔ ((السنن الکبریٰ بیہقی ج2ص132))

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تحریک سے مراد اشارہ ہے نہ کہ اس کو ہلاتے ہی رہنا۔اس طرح وہ حدیث بھی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہو جائے گی۔

تو ان دونوں روایتوں میں موافقت اور مطابقت کی صورت یہی ہے کہ حرکت والی حدیث سے حرکت اشارہ مراد ہے اور نفی حرکت والی حدیث سے مسلسل آخر تک انگلی کو ہلاتے رہنا مراد ہے۔

اور احناف کا موقف بھی یہی ہے کہ تشہد کے وقت اشھد کہتے انگلی کو اٹھائے اور الا اللہ پر انگلی کو گرادے۔آخر سلام تک اس کو نہ ہلائے:الصَّحِيحُ أَنَّهُ يُشِيرُ بِمُسَبِّحَتِهِ وَحْدَهَا ،يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ۔

((فتاویٰ شامیہ ج2ص268))

جتنے غریب گھر ہیں اجالوں سے دور دور
اتنی ہی روشنی میں ستاروں سے چھیں لوں
جتنے غریب تن ہیں جاڑوں میں بے نیاز
اتنی تو جراتیں میری کم سے کم بلند
شاہوں کے تخت میرں فقط اشاروں سے چھیں لوں

اجلاس برائے فضلاء کرام

ادارہ

صرف مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا کے فضلاء شرکت فرمائیں گے۔ مرکز کی انتظامیہ کی جانب سے تمام فضلاء کرام کے نام الگ سے دعوت نامہ بھی بھیج دیا گیا ہے اور علاقائی ذمہ داران کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ تاہم جن ساتھیوں تک دعوت نامہ نہ پہنچ پائے وہ اس تحریر کو دعوت نامہ کے قائم مقام سمجھیں۔

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں تمام فضلاء متخصصین کا اجلاس بلایا گیا ہے، جس میں آپ کی شرکت ضروری ہے۔

مورخہ: 6 -اکتوبر 2013ء بروز اتوار

بوقت: 9 بجے صبح تا 4 بجے شام

ایجنڈا اجلاس: ملک وبیرون ملک میں مسلکی کام کی ترویج

نوٹ: اگر آپ حضرات یہ چیزیں لکھ کو لائیں تو مشاورت میں سہولت رہے گی:

1: آپ کی اپنے علاقے میں مسلکی کام کے حوالے سے خدمات

2: کام کے حوالے سے درپیش مسائل

3: مرکز کو مزید فعال اور اس کے کام کی اشاعت کے لیے ممکنہ تجاویز

برائے رابطہ:

03467357394 0483881487

والسلام

محمد الیاس گھمن

(اشاریہ)

سہ ماہی قافلہ حق سال 2013ء

(جنوری، فروری، مارچ)

(اپریل، مئی، جون)

﴿جولائی، اگست، ستمبر﴾